لو

۵ ۲۰ ۳ ۹ ۲
۲۱
۲۷ ۲ ۲
۱ ۲ ۲ ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

میرا مچھلی کا کاروبار ہے مچھلی خرید کر بکا کر بیچتا ہوں۔ اس میں ایک "مگرا" نامی مچھلی بھی آتی ہے۔ جو کہ انڈے نہیں دیتی بلکہ بچے دیتی ہے آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ کیا مچھلی کی یہ قسم حلال ہے یا نہیں؟ مکمل تفصیلی جواب سے مطلع فرمائیں۔

مستفتی محمد ناصر

پتہ عزیز آباد بلاک ۸ مکان ۸

فون نمبر 0321-2555966

الجواب حامداً و مصلیاً:

واضح رہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں سمندری مخلوقات میں سے صرف "مچھلی" حلال ہے۔

احکام القرآن جصاص میں ہے:

الأولى: قوله تعالى: (أحل لكم صيد البحر) هذا حكم بتحليل صيد البحر وهو كل ما صيد من حيتانه.

الثالثة: قال أبو حنيفة: ...... لا يؤكل شيئ من حيوان البحر إلا السمك وهو قول الثوري في رواية أبي إسحاق الفزاري عنه.

(۳/ ۶۷۵ سورة المائدة آیت ۹۶ ط: قدیمی)

الدر مع الرد میں ہے:

(ولا يحل (حيوان مائي إلا السمك) الذي مات بآفة ولو متولدا في ماء نجس ...... (غير الطافي) (إلا (الجريث) سمك أسود (والمارماهي) سمك في صورة الحية. (قوله: ولو متولدا في ماء نجس) فلا بأس بأكلها للحال لحله بالنص.

(۶/ ۳۰۶-۳۰۷ کتاب الذبائح ط: سعید)

بدائع الصنائع میں ہے:

أما الذي يعيش في البحر فجميع ما في البحر من الحيوان محرم الأكل

إلا السمك خاصة فإنه يحل أكله إلا ما طفا منه وهو قول أصحابنا - رضي الله تعالى عنهم -

(٣٥/٥ كتاب الذبائح والصيود ط: سعيد)

پس سمندری مخلوقات میں سے صرف مچھلی حلال ہے، اور مچھلی کی انواع واقسام میں، مچھلی کے ماہرین کی رائے معتبر ہے، کہ وہ مچھلی ہے یا نہیں، اہل لسان اور اہل لغت کے بعد آخری رائے ماہرین ہی دے سکتے ہیں۔

اور مچھلی کے بارے میں مہارت ساحل سمندر پر رہنے والوں کو ہوتی ہے، جن کے اکثر اوقات اسی میں گذرتے ہیں، وہ ماہر ہوتے ہیں، لہذا اُن کی رائے اور عرف معتبر ہوگا، جو علماء اس بارے میں ناواقف ہیں، انہیں اہل لسان اور پھر اہل عرف کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

لہذا صورت مسئولہ میں "شارک" جس کو عامی زبان میں "مگرا" کہتے ہیں، اور عربی زبان میں اس کو "قرش" اور "کوسج" کہا جاتا ہے، اہل لغت اور اہل لسان نے اس (شارک، مگرا) کو مچھلی کی قسم سے شمار نہیں کیا۔ لہذا "شارک" مگرا کا کھانا اور کاروبار کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

تفسیر روح المعانی میں ہے:

وهو في الأصل تصغير قرش بفتح القاف اسم لدابة في البحر أقوى دوابه تأكل ولا تؤكل وتعلو ولا تعلى وبذلك أجاب ابن عباس معاوية لما سأله لم سميت قريش قريشا؟ وتلك الدابة تسمى قرشا كما هو المذكور في كلام الحبر وتسمى قريشا.

(١٥/٧١ سورة قريش ط: دار الكتب العلمية)

احکام القرآن "جصاص" میں ہے:

الرابع: ما روي أن معاوية سأل ابن عباس لم سميت قريش قريشا؟ فقال: لدابة في البحر من أقوى دوابه يقال لها القرش. تأكل ولا تؤكل وتعلو ولا تعلى.

(١٣٩/٢٠ سورة قريش ط: دار الكتب العلمية)

جاری ہے

لسان العرب میں ہے:

و القرش: دابة فی البحر الملح، عن کراع۔

(۶/ ۲۰۲، فصل القاف ط: دار الکتب العلمیۃ)

القاموس المحیط للفیروز آبادی میں ہے:

القرش، و هو دابة بحرية تخافها دواب البحر كلّها.

(۲/ ۱۴۱ باب الشین فصل القاف ط: دار الاحیاء التراث العربی)

تاج العروس میں ہے:

(او سمعت بمصغر القرش وهي دابة بحرية تخافها دواب البحر كلّها)
وقيل انها سيدة الدوب إذا دنت وقفت و اذا امشت مشت.

(۴/ ۳۳۷، ط: دار لیبیا)

الرائد میں ہے:

القرش: ج قروش ۱- الغِرش ۲- حيوان بحري يعرف ب "كلب البحر" يقطع بأسنانه، يخافه الانسان و السمك.

(ج ۲ ص ۱۱۶۷)

اقرب الموارد میں ہے:

(هو قرش من القروش) اذا كان غالبًا قاهرًا، والقرش هُنا دابة عظيمة من دواب البحر يقال انها سيدة الدّواب اذا دنت وقفت الدواب واذا امشت مشت (الاساس و التاج)

(۳/ ۲۳۷ باب القاف ط: منشورات آیۃ اللہ العظمی ... قم، ایران)

القاموس العصری انگلش، عربی ڈکشنری میں ہے:

Shark. قرش —— كلب البحر

(مؤلف الیاس انطون الیاس ص ۵۴۸ ط: مطبعۃ المصریۃ مصر)

مجموعہ فتاوی لمولانا عبد الحئی اللکھنوی میں ہے:

اسی طرح "کوسج" اور قرش بھی مچھلیاں نہیں، کیونکہ یہ امام شافعی کے نزدیک

مختلف فیہ ہیں۔ حالانکہ وہ تمام بحری جانوروں کے کھانے کو جائز لکھتے ہیں

پھر وہ ہمارے نزدیک کس طرح جائز ہو سکتے ہیں۔ اور اس لیے کہ ان میں مچھلیوں کی

مندرجہ بالا علامتوں میں سے کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔ مفتی فصیح الدین اپنے

رسالہ "احکام الحیوان" میں لکھتے ہیں کہ "قرش ایک بڑا جانور ہے۔ اس کو سید الدواب

کہتے ہیں۔ اور قریش لقب اسی سے ماخوذ ہے۔ اور سواحلِ بلاد مغرب میں اس کو اثرار

موری کہتے ہیں۔ وہ امام صاحب کے نزدیک حرام ہے۔ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حلال"۔

اور محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں۔ "السمك ماله شق وشوك"

مچھلی وہ ہے، جس کی دُم کے دو ٹکڑے ہوں، اور جس میں کانٹے ہوں۔ اور اسی میں ہے

"والسمك ماله فلوس ومايبيض في الماء وماله شقاق و

يكون مولده ومعايشه في الماء وليس له لسان"

"اصلاً مچھلی وہ ہے، جس کے سفنے ہوں، اور جو پانی میں سفید دکھائی دے، اور

جس کی دُم کے دو ٹکڑے ہوں، اور اُس کی پیدائش اور زندگی پانی میں ہو، اور جس کی

زبان نہ ہو"

اس سے معلوم ہوا کہ مچھلی کی سب سے مشہور علامت سفنے ہیں......

.....قرش اور کوسج کے اوپر سفنے نہیں ہوتے۔ اور ان کی دُم پھٹی نہیں ہوتی۔ اور ان میں کانٹے

نہیں ہوتے۔ اور انسان کے جسم کو تیز تلوار کی طرح کاٹ دیتے ہیں۔

(مجموعہ فتاویٰ، ۲/۲۲۹ ط: سعید، کراچی)

شارک اور مگرا کے حرام ہونے کی ایک مستقل وجہ "مگرا" کا "درندہ" ہونا بھی ہے

اس لیے کہ درندہ جانور حرام ہوتے ہیں۔

الرائد میں ہے:

القِرش: ج قروش ۱۔ الغِرش ۲۔ حیوان بحری یعرف ب

"کلب البحر" یقطع بأسنانه، یخافه الانسان والسمك.

(ج ۲: ص ۱۱۶۱)

جاری ہے

ابوداود شریف میں ہے:

عن أبی ثعلبة الخشنی - رضی اللّٰه عنه - ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم. نهی عن أکل کل ذی ناب من السبع.

(۲/ ۱۷۶ ط: رحمانیه، لاہور)

فتاوی شامی میں ہے:

(ولا یحل ذو ناب یصید بنابه أو مخلب یصید بمخلبه من سبع) بیان لذی ناب و السبع کل مختطف منتهب جارح قاتل عادة.

(قوله: ولا یحل ذوناب الخ) .... والدلیل علیه "أنه صلی اللّٰه علیه وسلم نهی عن أکل کل ذی ناب من السباع وکل ذی مخلب من الطیر" رواه مسلم و أبوداود وجماعة، و السر فیه أن طبیعة کل هذه الأشیاء مذمومة شرعًا فیخشی أن یتولد من لحمها شیئ من طباعها فیحرم إکرامًا لبنی آدم، کما یحل ما أحل إکرامًا له ط عن الحموی. وفی الکفایة: و المؤثر فی الحرمة الإیذاء وهو طورًا یکون بالناب وتارة یکون بالمخلب او الخبث وهو قد یکون خلقة کما فی الحشرات و الهوام، و قد یکون بعارض کما فی الجلالة.

(۶/ ۳۰۴ کتاب الذبائح ط: سعید، کراچی)

مگرا اور شارک سے متعلق ہماری اس تحقیق پر یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ علامہ دمیری" نے "حیات الحیوان" میں شارک (مگرا) کو مچھلی کی قسم قرار دے کر حلال کہا ہے وہ فرماتے ہیں:

"و اطلاق الجمهور و نص الامام الشافعی و القرآن العزیز یدل علی جواز أکل القرش لأنه من السمک و مما لا یعیش إلا فی الماء".

(حیات الحیوان ۲/ ۲۰۸ ط: مطبعة مصطفی البابی مصر)

اس کا جواب یہ ہے کہ حیات الحیوان کے مؤلف علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ الدمیری شافعی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور امام شافعی رحمہ اللّٰہ تعالی کے بارے میں خود علامہ دمیری نے "حیات الحیوان" ہی میں یہ تصریح کی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللّٰہ تعالی تمام سمندری مخلوقات پر سمک (مچھلی)

کا اطلاق فرماتے ہیں۔ علامہ دمیری نے بھی اسی اعتبار سے "مگرا" کو مچھلی کی قسم قرار دے کر حلال کہا۔

حیات الحیوان میں ہے:

(فرع) قد اختلف فی اطلاق اسم السمك علی ما سوی الحوت من هذه الحیوانات والذی نص علیه الشافعی فی الأم والمختصر: أنه یطلق علی الجمیع وهو الصحیح فی الروضة.

(۱/۵۷۰ ط: مصطفی البابی الحلبی بمصر)

لہٰذا مذکورہ قول سے احناف پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ فقط واللہ اعلم۔

کتبہ

نقیب اللہ

متخصص فی الفقہ الاسلامی جامعۃ العلوم

الاسلامیۃ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

۱۵-۹-۱۴۳۴ھ م ۲۵-۷-۲۰۱۳

الجواب صحیح
محمد شفیق عارف
۱۷/۹/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
محمد انعام الحق
۱۸/۹/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
ابوبکر سعید الرحمٰن